© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصریحات

یہ امر خوش آئند ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام عدل کے سلسلہ میں قانون شہادت زیر بحث آیا ہے، ورنہ عوام اس قسم کی اصطلاحات سے ناآشنا ہی کب تھے ـــ اور علماء نے بھی ان مسائل پر سوچنے کی زحمت کہاں گوارا فرمائی تھی؟ ـــ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ماضی کی کوتاہیوں کا ازالہ اس انداز سے کیا جائے کہ ہمارا حال بھی ماضی بن کر رہ جائے اور ہم بدستور محرومیوں کا شکار رہیں۔

اس اجمال کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ قانون شہادت کی تلاش میں قرآن مجید کی آیات کے مفہوم و مطالب اس معلم انسانیت، رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات و راہنمائی کے بغیر متعین کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ جن کا مقصد بعثت ہی، اسے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا گیا ہے:

"ویعلمھم الکتاب والحکمۃ"

"(یہ رسولؐ) ان (مسلمانوں) کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے!"

نیز فرمایا: "وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس"

کہ "ہم نے آپؐ کی طرف ذکر نازل فرمایا ہے تاکہ آپؐ اسے لوگوں کے سامنے بیان کریں"!

ظاہر ہے، اس طرح جہاں ہم کتاب اللہ کو سمجھنے اور منشاء خداوندی کو پانے میں ناکام رہیں گے، وہاں قرآن مجید بھی بازیچۂ اطفال بن کر رہ جائے گا ـــ اور صورت حال کچھ یوں ہو گی کہ:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ع زمن بر صوفی و ملا سلامے کہ پیغام خدا گفتند مارا
ولے تاویل شاں در حیرت انداخت خدا و جبرائیل و مصطفیٰ را

چنانچہ قانونِ شہادت کو نہ صرف مرد و زن کی فرضی ہمدردی و عداوت کی بھینٹ چڑھایا جارہا ہے، بلکہ اس جذبہ کے تحت قرآن مجید کی عجیب و غریب تفاسیر و مطالب بیان کرکے کتاب اللہ سے کھیلنے کی سعی نامشکور بھی کی جارہی ہے!

مثلاً حدود و قصاص کے سلسلہ میں عورت کی شہادت قابل قبول نہیں ہے ــــ لیکن اس سلسلہ میں ایک اشکال یہ سامنے آیا ہے کہ اگر ایک مکان میں دو عورتیں تنہا ہوں، اور کوئی دشمنِ انسانیت اس مکان میں گھس کر ان دو میں سے ایک عورت کو قتل کر دے اور سامان وغیرہ بھی لوٹ لے جائے، اب عورت کی گواہی اگر قابل قبول ہی نہیں، تو پھر کیا قتل و ڈاکہ کا ایک شدید مجرم سزا سے بچ نہ جائے گا؟ ــــ ظاہر ہے مجرم کو سزا دینے کے لیے اس ایک عورت کی گواہی پر ہی انحصار کیا جائے گا جو اس مقتولہ کے ساتھ مکان میں موجود تھی ــــ پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ حدود و قصاص کے سلسلہ میں عورت کی گواہی قابل قبول نہیں؟

ــــ ہم کہتے ہیں کہ اگر اس مفروضہ میں تھوڑی سی تبدیلی کر لی جائے کہ ایک مکان میں دو عورتوں کی بجائے ایک عورت تنہا ہو، اور ڈاکو اس مکان میں گھس کر اس اکیلی عورت کو ہی قتل کر دے تو عدم شہادت کی بنا پر قتل و ڈاکہ کا یہ شدید مجرم تو پھر بھی سزا سے بچ جائے گا ــــ اب ہمارے اس اشکال کا جو جواب دیا جائے گا، وہی جواب مذکورہ بالا اشکال کے سلسلہ میں ہماری طرف سے قبول فرما کر شکریہ کا موقع دیا جائے!

اسی طرح ''نہ رہے بانس نہ بجے بانسری'' کے اصول کے تحت ایک خیال یہ سامنے آیا ہے کہ قانونِ شہادت کے سلسلہ میں مرد و عورت کی کوئی تخصیص ہی نہیں ــــ استدلال یہ ہے کہ قرآن مجید نے احکام کے بیان میں ''یایھا الذین آمنوا'' کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں، حالانکہ اس کے مخاطب مرد و زن دونوں ہیں۔ مثلاً روزوں کی فرضیت کے بارے میں فرمایا:

''یایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون!''

اس آیت میں عورتوں کا نام نہیں لیا گیا، لیکن روزے مرد و عورت دونوں پر فرض ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لہٰذا شہادت کے سلسلہ میں بھی مرد و عورت کی قید کی کوئی ضرورت نہیں!

—— ظاہر ہے، یہ خیال بھی عورت کی نام نہاد ہمدردی کی بنا پر ظاہر فرمایا گیا ہے۔ ورنہ آیت قرآنی "فان لم یکونا رجلین فرجل وامراتان" کے تحت دو مردوں یا ایک مرد اور دوسرے مرد کی بجائے دو عورتوں کی قید کیوں لگائی گئی ہے؟

—— اور اس کے باوجود بھی اگر قانونِ شہادت کے سلسلہ میں مرد و عورت کی کوئی تخصیص نہیں نظر آتی، تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ ؎

بے چارے کے اعصاب پہ عورت ہے سوار!

حالانکہ اگر اسی دلیل کا جائزہ لیا جائے کہ روزے مرد و عورت دونوں پر فرض ہیں، لیکن مخاطب (بصیغہ مذکر "آمنوا") صرف مرد ہیں، تو کیا یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ جب اس حکمِ الٰہی کے مخاطب مرد و عورت دونوں ہیں تو یہاں عورت کا نام لینا کیوں گوارا نہیں کیا گیا؟

ع ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو؟

ہاں مذکورہ دلیل کی بنا پر اگر یہ کہا جائے کہ خدائے غفور و رحیم اپنی مخلوق پر انتہائی مہربان ہیں، —— رؤف بالعباد ہیں —— "وما انا بظلام للعبید" کے تحت نہ مردوں کی بے جا حمایت کرتے ہیں اور نہ عورتوں پر کوئی ستم ڈھاتے ہیں، تو بات سمجھ میں آتی ہے —— اور اس بنا پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ شارع نے شریعت کے قوانین جیسے اور جو کچھ مقرر فرمائے ہیں، ان کو من و عن تسلیم کر لینے ہی میں ہماری عافیت اور طمانیت کے سامان پوشیدہ ہیں —— وہ جس نے ہمیں پیدا کیا ہے، ہماری فطرت سے بھی بخوبی آگاہ ہے۔ لہٰذا اس کے مقررہ قوانین بھی فطری ہیں —— بات ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے، اس کے احکام کی اطاعت میں خیر ہی خیر ہے، جب کہ ان سے انحراف دونوں جہانوں میں ہمارے لیے مصیبت کا باعث ہے، جس کو اپنی محدود عقل کی بنا پر دعوت دینے سے ہمیں گریز ہی کرنا چاہیے!

—— دیکھئے قانونِ شہادت کے سلسلہ میں یہ آیتِ قرآنی کس قدر واضح ہے؟

"واستشہدوا شہیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وامرأتان ممن ترضون من الشہداء! - الآیۃ

کہ "(مالی معاملات میں) اپنے مردوں میں سے دو گواہ کر لیا کرو ــــ اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو تم بطورِ گواہ پسند کرلو!"

اب اس آیت قرآنی کی تفسیر میں درج ذیل فرمان رسول اللہ ملاحظہ فرمایئے اور بتایئے کہ اس کے بعد بھی اپنی طرف سے مزید کچھ کہنے کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے:

"عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "الیس شہادۃ المرأۃ مثل نصف شہادۃ الرجل؟" ــــ قلنا "بلیٰ!"

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا ایک عورت کی شہادت ایک مرد کی نصف شہادت کے مثل نہیں؟" ــــ ہم (صحابہؓ) نے کہا "کیوں نہیں، (اے اللہ کے رسولؐ!)"

اور مسلم شریف کی روایت میں ہے:

آپؐ نے فرمایا:

"فشہادۃ امرأتین تعدل شہادۃ الرجل!"

کہ "دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے!"

ــــ اب بھی اگر بعض خواتین یا حقوقِ نسواں کے چند نام نہاد علمبردار اس فرمانِ الٰہی اور اس فرمانِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے انحراف کرتے ہوئے کوئی طوفان اٹھانا چاہیں، تو انہیں ایک اور فرمانِ رسول اللہ کو بھی پیشِ نظر رکھ لینا چاہیئے ــــ آپؐ نے فرمایا:

"الجنۃ تحت اقدام الامھات!"

کہ "جنت ماں کے قدموں میں ہے!"

ــــ اب یہاں یہ شرف صرف عورت کو حاصل ہے جب کہ مرد اس سے محروم ہے!

بات وہی ہے جو ہم نے عرض کی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر انتہائی مہربان ہیں۔ اور قوانینِ شریعت میں مرد و عورت، ہر دو میں سے کسی کے ساتھ بھی کوئی ناانصافی روا نہیں رکھی گئی ــــ فرمایا اللہ رب العزت نے:

"للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن!"

کہ "مردوں کی کمائی مردوں کے لئے ہے اور عورتوں کی کمائی عورتوں کے لئے!"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مندرجہ بالا سطور میں قانون شہادت کے سلسلہ میں ہم نے صرف اس پہلو کو ملحوظ رکھا ہے کہ:

۱۔ قرآن مجید کے مفہوم و مطالب سمجھنے کے لیے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرامین کو پیشِ نظر رکھنا چاہیئے اور تفسیر بالرائے کے مرتکب ہو کر عذابِ الٰہی کو دعوت نہ دینی چاہیے ــــ بالخصوص اس لیے کہ قانونِ شہادت کے سلسلے میں ان واضح احکامِ الٰہی کی مذکورہ تاویلات میں ہماری اپنی نفسانی خواہشات دخیل ہیں، اور جن کو بجا طور پر احکامِ الٰہی سے بغاوت کا نام دیا جا سکتا ہے!

۲۔ مرد و زن کی ہمدردی و عداوت کے نام پر کچھ کہنے سے پیشتر یہ سوچ لینا چاہیئے کہ ہم نہ اپنی ہمدردی سے کسی کا کچھ سنوار سکتے ہیں، نہ عداوت سے کسی کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں ــــ یہ قدرت صرف اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے اور وہ کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں فرماتے:

"وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین" ــــ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

ــــ اور جہاں تک قانونِ شہادت کا تعلق ہے، ممکن ہے ہم آئندہ اس پر بالتفصیل روشنی ڈالیں ــــ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم!

(اکرام اللہ ساجد)

© rasailojaraid.com